شکوک و شبہات کے اندھیروں پر انوار توحید کی برسات

ہم عقیدۂ توحید

کے غیور سپاہی

مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

صراط مستقیم پبلیکیشنز
5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
042-37115771 0321-9407699

نامِ کتاب ——— ہم عقیدۂ توحید کے غیور سپاہی

ازقلم ——— ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی

پروف ریڈنگ ——— مولانا محمد عبدالکریم جلالی مدرس جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام

باہتمام ——— شیخ محمد سرور اویسی، محمد آصف علی جلالی

تعداد ——— 1100

صفحات ——— 32

ہدیہ ——— 30

ملنے کے پتے

o اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک o نوریہ رضویہ فیصل آباد

o اویسی بک سٹال [illegible] پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

ہم عقیدۂ توحید کے غیور سپاہی

اللہ تعالیٰ کا امت مسلمہ پر خصوصی فضل وکرم ہے کہ یہ امت آج بھی عقیدہ توحید پر پختگی سے قائم ہے۔ سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ان تھک کاوشوں اور جامع طریقہ تبلیغ سے نور توحید و رسالت سے یوں سینے روشن ہوئے کہ آگے سینوں سے سینوں کی طرف یہ روشنی پھیلتی ہی چلی گئی۔ اس امت نے عقیدہ توحید پر ڈٹے رہ کر جو چودہ صدیوں کا سفر طے کیا ہے۔ اس میں ختم نبوت کی برکات اور قرآن مجید کے فیوض کا بڑا کردار ہے۔

آج گلشن امت میں جو عقیدہ توحید کے سنبل و ریحان کھلے ہوئے ہیں اور ملت کی کھیتی ہری بھری نظر آتی ہے۔ اس میں قرون اُولیٰ کے مسلمانوں اور بالخصوص جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جانفشانی کارفرما ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اس آخری اور سردار امت کو ختم کرنے کیلئے بڑے بڑے طوفان اٹھے اور آندھیاں آئیں، فتنے ابھرے، افتراق و انتشار کی آریاں چلیں مگر اس امت کے کسی بدخواہ کی یہ ظالمانہ حسرت ''کہ مسلمانوں میں سے اکثر مشرک ہوں اور اکثر بلاد اسلامیہ شرک سے بھر چکے ہوں'' پوری ہوئی ہے اور نہ ہی ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی پوری ہوگی۔

یہ امت آج بھی اسی عقیدہ پر ہے صرف اللہ ہی واجب الوجود اور وہی معبود ہے

اسکی ذات میں بھی کوئی شریک نہیں اور صفات میں بھی کوئی شریک نہیں ہے۔ یہ امت اپنے خمیر اور ضمیر کے لحاظ سے یہود و نصاریٰ کی طرح ہے ہی نہیں کہ ان کی طرح کفر و شرک کے ببول ان کے دلوں کی پاکیزہ وادیوں میں ہر طرف اگنا شروع ہوجائیں۔

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی ﷺ

یہ ٹھیک ہے ہمارے رسول محتشم نور مجسم ﷺ کو گلشن امت میں ریاکاری، رغبت دنیا داری اور مادہ پرستی کی جڑی بوٹیوں کے اُگ آنے کا خطرہ تھا۔ مگر جڑی بوٹیوں کے وجود سے اصلی شجرہ طیبہ کی فصل کا انکار یا جڑی بوٹیوں پہ سپرے کی آڑ میں گلشن شجرہ طیبہ کو پامال کرنا مالی سے عداوت، گلشن پہ ظلم اور اصلاح کے پردے میں فساد ہے۔

اس پس منظر میں حقیقت سے آگہی اور معرفت توحید کی خاطر معیار الوہیت کو سمجھنا ضروری ہے معیار الوہیت، واجب الوجود ہونا اور مستحق عبادت ہونا ہے اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو ایسا مانا گیا تو شرک ہوگا۔

اس کی تین صورتیں ہیں

(۱) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو واجب الوجود یعنی ازلی ابدلی دائمی مانا جائے اگرچہ اسے معبود نہ مانا جائے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو مستحق عبادت مانا جائے اگرچہ اسے واجب الوجود نہ مانا جائے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو واجب الوجود بھی مانا جائے اور مستحق عبادت بھی مانا جائے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر معیار الوہیت یہ مانا جائے تو پھر تو مکہ کے مشرکین کا بھی شرک ثابت نہیں ہوتا کیونکہ وہ بھی اپنے بتوں کو واجب الوجود نہیں مانتے تھے۔ انہوں نے دلیل کے طور پر یہ آیت پیش کی ہیں کہ قرآن مجید میں ہے۔

يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ

(سورۃ یونس آیت ۱۸)

''وہ کہتے ہیں کہ یہ بُت اللہ کے نزدیک ہمارے سفارشی ہیں''

نیز قرآن مجید میں مشرکین کا یہ دعوٰی بھی موجود ہے۔

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى

(سورۃ الزمر آیت نمبر ۳)

''کہتے ہیں، ہم تو انہیں صرف اتنی بات کیلئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے ہاں نزدیک کر دیں''

ان آیات میں مشرکین مکہ بتوں کے واجب الوجود ہونے کا قول نہیں کر رہے بلکہ پہلی آیت کے مطابق وہ بتوں کو محض سفارشی مانتے تھے اور دوسری آیت کے مطابق وہ بتوں کو اللہ کے قرب کا ذریعہ مانتے تھے۔ تو پتہ چلا کہ کسی کو واجب الوجود مانے بغیر بھی شرک پایا جا سکتا ہے۔

اُن لوگوں کی غلط فہمی دور کرنے کیلئے یہ کہوں گا تمہاری دلیل تب صحیح ہے جب رب تعالیٰ کے سوا صرف کسی کو واجب الوجود ماننے ہی سے شرک لازم آتا۔ جبکہ ایسا نہیں ہے بلکہ شرک تو رب کے سوا کسی کو معبود ماننے سے بھی لازم آ جاتا ہے اگرچہ اسے واجب الوجود نہ مانا جائے جیسا کہ ہم نے شرک کی دوسری قسم میں ذکر کیا ہے جو دونوں آیات پیش کی گئیں ان میں شرک کی اگرچہ پہلی وجہ واجب الوجود ماننے والی نہیں پائی گئی مگر دوسری وجہ معبود ماننے والی پائی گئی ہے۔

سورۃ یونس کی آیت نمبر ۱۸ کا جو حصہ پیش کیا گیا ہے پوری آیت اگر پڑھی جائے تو جواب اسی میں موجود ہے۔ پوری آیت یوں ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ

''اور اللہ کے سوا انہیں پوجتے ہیں جو ان کو کچھ نقصان نہیں دے سکتے اور نہ ہی ان کا کچھ بھلا کر سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں''۔

ایسے ہی دوسری آیت میں بھی بتوں کی عبادت کا ذکر موجود ہے۔ ملاحظہ ہو

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى

(سورۃ الزمر آیت نمبر ۳)

اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنا لیے کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اتنی بات کیلئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں۔

چنانچہ ہمارے معیارِ الوہیت کے مطابق مکہ کے مشرکین کا شرک واضح طور پر ثابت ہے ہاں مسلم امہ شرک کے ناحق تیروں سے محفوظ ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کی جن جن آیات کا سہارا لیکر کچھ لوگ ہمارے بیان کردہ معیارِ الوہیت کا انکار کرتے ہیں اگر وہ بغور دیکھیں یا ضد چھوڑیں تو یہ بات بالکل واضح ہے۔

ان آیات میں جن لوگوں کو مشرک کہا گیا ہے یا جن امور کو شرک کہا گیا وہاں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو واجب الوجود یا مستحق عبادت ماننے کا جرم ضرور پایا گیا ہے۔ یہ بھی ذہن میں رہے یہاں ان کے دو جرم ہیں ایک تو یہ کہ وہ بتوں کو صرف سفارشی یا ذریعہ نہیں مانتے تھے بلکہ انہیں معبود مان کے پھر انہیں سفارشی اور ذریعہ مانتے تھے اور دوسرا جرم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں انہیں سفارشی اور ذریعہ مان رہے تھے جو رب کے برگزیدہ نہیں تھے بلکہ ان مشرکوں نے جنہیں رب

کا شریک مانا ہوا تھا انہیں ہی سفارشی بھی بنا رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارشی یا وسیلہ تو انہیں مانا جائے جن سے اللہ تعالیٰ کو پیار ہو اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان کی عزت و وقار ہو۔ یہ مطلب تب حاصل ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو معبود مانے بغیر اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی یا وسیلہ مانا جائے۔ جبکہ مشرکین دو جرائم کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہے تھے۔ بلکہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بقول وہ یہ بھی مطلب سمجھے بغیر کہہ رہے تھے کہ بت ہمارے سفارشی ہیں جیسا کہ آگے آئے گا۔ کچھ لوگ امت مسلمہ میں سے اکثریت کے مشرک ہونے کا ثبوت اس آیت سے پیش کرتے ہیں۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ ۔

(سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۰۶)

مذکورہ مقصد ثابت کرنے کیلئے یہ آیت برصغیر میں سب سے پہلے مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں پیش کی۔ الفاظ ملاحظہ ہوں۔

''اور دعویٰ مسلمانی کے کیے جاتے ہیں سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعوے سچ فرمایا اللہ صاحب نے سورۃ یوسف میں وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ۔ ترجمہ:۔ اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں۔ یعنی اکثر جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں شرک کرتے ہیں''

(تقویۃ الایمان صفحہ ۵، مطبع فاروقی دہلی)

قارئین اس آیت کا یہ ترجمہ اور یہ تشریح کسی لحاظ سے بھی درست نہیں ہے۔

(۱) لفظ مسلمان یا کلمہ گو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پڑھنے والے

پر بولا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آیت کا جو مطلب نزول قرآن کے وقت تھا وہی آج بھی ہے اب یہ ترجمہ دور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں لے جائیں ''اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں''۔ پھر دور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تین قسم کے لوگ تھے مسلمان، مشرک اور منافق۔ جب اس کے ترجمہ میں لفظ مسلمان بولا گیا تو واضح کر دیا گیا کہ مشرک اور منافق ان دو طبقوں کی بات نہیں ہو رہی۔ بلکہ مسلمانوں کی بات ہو رہی ہے دور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مسلمان تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی تھے تو اس ترجمہ کے مطابق معاذ اللہ ان میں سے اکثریت پر شرک کا فتویٰ لازم آئے گا جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

(۲) اس آیت کا ماقبل دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ بات مسلمانوں کے بارے میں ہے ہی نہیں بلکہ مشرکین کے بارے میں ہے۔ اس سے پہلے کی تین آیات کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ

''اور اکثر لوگ تم کتنا ہی چاہو ایمان نہیں لائیں گے'' (آیت نمبر ۱۰۳)

وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ

(آیت نمبر ۱۰۴)

''اور تم اس پر ان سے کچھ اجرت نہیں مانگتے یہ تو نہیں مگر سارے جہانوں کو نصیحت''

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ

(آیت نمبر ۱۰۵)

"اور کتنی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمینوں میں کہ اکثر لوگ ان پر گذرتے اور ان سے اعراض کرنے والے ہیں"۔

قارئین آیت نمبر ۱۰۳ میں ہے اکثر لوگ مومن نہیں ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے (آیت نمبر ۱۰۴) میں فرمایا میرے محبوب ﷺ تم ان سے یعنی اکثر لوگ جو مومن نہیں ہیں اجر نہیں مانگتے پھر (آیت نمبر ۱۰۵) میں فرمایا یہ اکثر لوگ جو مومن نہیں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے اعراض کرنے والے ہیں آگے (آیت نمبر ۱۰۶) ہے جس میں ہم بحث کررہے ہیں وہ ہی اکثر لوگ جو مومن نہیں ہیں وہ ہی مشرک ہیں اسلوب سے بھی واضح ہے مسلمانوں کو مشرک نہیں کہا گیا۔

(۳) اصل میں بات یہ ہے کہ ایک ایمان لغوی ہوتا ہے اور دوسرا ایمان اصطلاحی ایمان لغوی ہے کسی بھی چیز کا اعتراف کرنا اسے تسلیم کرنا۔ مشرکین مکہ کا ایمان لغوی تھا قرآن مجید میں ہے کہ وہ رب ذوالجلال کو خالق اور رازق مانتے تھے۔ مگر اس ایمان کی وجہ سے مشرکین مکہ کو مسلمان یا کلمہ گو نہیں کہہ سکتے کیونکہ کسی پر کلمہ گو یا مسلمان کا لفظ تب بولا جائے گا جب اس میں ایمان اصطلاحی پایا جائے چنانچہ "وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ" میں جن کا ذکر ہے ان میں سے ایک بھی کلمہ اسلام پڑھنے والا نہیں تھا وہ اللہ تعالیٰ کو خالق رازق کہتے تھے مگر لا الہ الا اللہ نہیں پڑھتے تھے چنانچہ اس آیت کا ترجمہ "اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں"۔ کرنا خیانت اور ظلم ہے۔

(۴) اگر یہ آیت مسلمانوں کے بارے میں سمجھیں اس آیت نمبر (۱۰۶) کا آیت نمبر (۱۰۳) سے تعارض اور ٹکراؤ لازم آجائے گا کیونکہ آیت نمبر (۱۰۳) میں

جنہیں کہا گیا وہ مومن نہیں ہے۔ آیت نمبر (۱۰۶) میں انہیں ہی مسلمان کہنا لازم آئے گا پتہ چلا آیت نمبر (۱۰۳) میں جنہیں کہا گیا وہ مومن نہیں ہیں مراد ہے اصطلاحی مومن نہیں ہیں اور آیت نمبر (۱۰۶) میں جو کہا گیا ایمان لاتے ہیں پھر بھی مشرک ہیں مراد ہے لغوی ایمان لاتے ہیں مگر اصطلاحی نہیں لاتے۔ یہی مضمون ائمہ مفسرین نے یہاں بیان کیا ہے۔

چونکہ ایمان اصطلاحی اور شرک آپس میں ضدیں ہیں یہ ایک جگہ جمع ہی نہیں ہوسکتے۔ اگر ایمان ہے تو شرک نہیں اگر شرک ہے تو ایمان نہیں چنانچہ ایسا نہیں ہوسکتا مسلمان بھی اور مشرک بھی اور کلمہ گو بھی اور مشرک بھی۔

کچھ لوگ اس امت توحید میں شرک جلی کے وجود کو ثابت کرنے کیلئے یہ بھی دلیل پیش کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

"قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کے لات اور عزی کی عبادت کی جائے گی"

یہاں بھی اگر پوری حدیث سامنے رکھی جائے تو حدیث رسول ﷺ ہی میں اس وہم کا جواب موجود ہے۔ چنانچہ حدیث کا متن ملاحظہ ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا

لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتَّى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزَّى

رات اور دن نہیں جائینگے یہاں تک کے لات اور عزی کی عبادت کی جائے گی

فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَه بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَه عَلَى الدِّيْنِ كُلِّه وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

(سورۃ الصف آیت نمبر ۹)

''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کیساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرکین کو اچھا نہ لگے''۔

أَنَّ ذَلِكَ تَامًّا

میں یقین کیے ہوئی تھی یہ دین تام ہے۔

قَالَ إِنَّهُ سَيَكُونُ مِنْ ذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَوَفَّى كُلَّ مَنْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَيَبْقَى مَنْ لَا خَيْرَ فِيهِ فَيَرْجِعُونَ إِلَى دِينِ آبَائِهِمْ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ جتنا چاہے گا اس دین کو عروج ملے گا اور یہ غالب ہوگا پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جس کے نتیجے میں جس انسان کے دل میں رائی جتنا بھی ایمان ہوگا وہ فوت ہو جائے گا پیچھے صرف وہی بچے گا جس میں خیر نہیں ہے۔ پس وہ لوگ اپنے آبا کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔

(مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ باب لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَعْبُدَ دَوْسٌ ذَا الْخَلَصَةِ حدیث نمبر ۲۹۰۷)

اس حدیث شریف کے الفاظ سے واضح نظر آ رہا ہے کہ یہ حدیث امت توحید میں شرک جلی کے ثبوت کیلئے پیش نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ اس حدیث میں لات عزیٰ کی پرستش کا ذکر ہے تو یہ اس وقت کی بات ہے کہ روئے زمین پر ایک بھی مومن موجود نہیں

ہوگا۔ اب تو اللہ کے فضل سے رسول اللہ ﷺ کی نگاہ عنایت سے ایک ارب اور ساٹھ کروڑ کے نزدیک مسلمان موجود ہیں مساجد میں نمازی ہیں کعبہ کے گرد طواف کرنے والے ہیں گھر گھر میں قرآن پڑھا جا رہا ہے چنانچہ اس حدیث شریف میں امت مسلمہ کی اکثریت کو شرک میں گرفتار ثابت کرنے کیلئے ایک لفظ بھی موجود نہیں ہے۔

امت مسلمہ میں شرک جلی کے اثبات کیلئے ایک اور حدیث کا بھی سہارا لیا جاتا ہے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا فِي جُحْرِ ضَبٍّ لَاتَّبَعْتُمُوهُمْ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم ضرور پہلے لوگوں کے طریقہ کی پیروی کرو گے بالشت بالشت کیساتھ اور ہاتھ ہاتھ کیساتھ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں داخل ہوتے تھے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے

قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ آلْيَهُودَ وَالنَّصَارَى قَالَ فَمَنْ

(مسلم شریف کتاب العلم باب اتباع سنن الیھود و النصاریٰ)

ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہود و نصاریٰ کی پیروی کی بات ہو رہی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اور کس کی ہو رہی ہے؟''

یہاں بھی امت توحید میں شرک جلی ثابت کرنے والے طبقے کی خواہش کا سامان نہیں ہے اگر وہ سمجھتے ہیں جو کچھ یہود و نصاریٰ نے کیا تھا وہ ہر جرم یہ امت بھی کرے گی پھر جیسے انہوں نے شرک کیا ویسے یہ امت بھی کرے گی یہ درست نہیں ہے کیونکہ قرآن

مجید میں ہے انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا۔ جبکہ امت مسلمہ نے ایسا نہیں کیا انہوں نے کتابوں میں تحریف کی جبکہ امت مسلمہ نے ایسا نہیں کیا۔ پتہ چلا بعض کاموں میں یہ امت ان کی پیروکار بن جائے گی اور ان بعض میں پیروی مکمل ہوگی نیز اس حدیث میں بد عملی میں موافقت مراد ہے کفر و شرک میں ان سے موافقت مراد نہیں ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو اسی حدیث کی شرح میں امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔

فِيْ الْمَعَاصِيْ وَالْمُخَالَفَاتِ لَافِيْ الْكُفْرِ

(الدیباج جلد نمبر ۶ صفحہ ۱۰۳، شرکہ، دار ارقم)

''یہاں گناہوں اور خلاف شرع کاموں میں موافقت مراد ہے کفر میں نہیں''۔

نیز امام شہاب الدین قسطلانی متوفی ۹۳۳ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

فِيْ الْمَعَاصِيْ لَا فِي الْكُفْرِ

(ارشاد الساری شرح بخاری جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۲۸ ط۔ دار الفکر)

''یہ گناہوں میں موافقت مراد ہے کفر میں نہیں''۔

چنانچہ یہ امت خیر الامم ہے حفاظتی تدابیر تو ہر مرض سے لازم ہیں تو شرک سے بھی لازم ہیں چنانچہ ایسی احادیث کو بھی امت کو شرک جلی میں ڈوبا ہوا ثابت کرنے کی دلیل نہ بنایا جائے۔ قرآن مجید کی حفاظت رب ذوالجلال نے اپنے ذمہ کرم پہ لی ہوئی ہے ہمیں یقین ہے اسے کوئی بدل نہیں سکتا لیکن حفاظتی تدابیر تو یہاں بھی ہیں جو تعلیم و تعلم اور دیگر امور سے جاری ہیں حالانکہ قرآن کو بدل دینا معاذ اللہ امکانی طور پر یوں نہیں جیسے شرک ہے پھر بھی احتیاطی تدابیر ضرور ہیں۔

اس امت میں شرک جلی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی کرے تو ہوگا ہی نہیں۔

امکان ہے مگر امت کا دستور یہ ہے کہ ایسا کرتی نہیں ہے۔ جیسے کہا جائے کہ مسلمان وضو کے بغیر نماز نہیں پڑھتے اگر کوئی کہے میں وضو کے بغیر پڑھ کے دکھاتا ہوں تو اس حرکت سے دستور پھر بھی یہی رہے گا کہ مسلمان وضو کے بغیر نماز نہیں پڑھتے۔ یہ نہیں کہا جائے گا یہ امت وضو کے بغیر نماز پڑھنے والی امت ہے یا یہ کہا جائے اکثر نمازی ہیں جو وضو کے بغیر نماز پڑھتے ہیں۔ وضو میں کوئی غلطی ہو جائے تو علیحدہ بات ہے مگر امت نماز کیلئے وضو کو لازم سمجھتی ہے اس امکان کی بنیاد پر شرک کا پورا امکان بنانا یوں ہی ہے۔

کسی آنے والے طوفان کا ڈراوا دیکر
نا خدا نے مجھے ساحل پہ ڈبونا چاہا

جن احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے شرک نہ کرنے پر حلف لیا۔ امت کی شرک سے حفاظت کیلئے دعائیں مانگیں تو ان سے بھی یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ آج یہ امت شرک میں ڈوب چکی ہے۔ کیونکہ حلف جن سے لیا تھا انہیں صحابہ کے بارے ہی میں تو پہلے نمبر پر فرمایا خدا کی قسم مجھے میرے بعد تمہارے مشرک ہونے کا کوئی خطرہ نہیں ہے بعد والے تو اس خطاب میں دوسرے نمبر پر داخل ہوئے۔ ایسے ہی جہاں تک دعا کا تعلق ہے دعا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیلئے بھی مانگی۔

اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ

(بخاری کتاب الجنائز باب رِثَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ حدیث نمبر ۳۹۳۶)

اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت نافذ فرما دے اور انہیں انکی ایڑیوں کے بل نہ لوٹانا۔

آج امت میں توہم شرک کی بنیاد پر قبر اور بت کے اشتراک کے تاثر پر معاشرہ میں

ھندوانہ سوچ اجاگر کی جارہی ہے جیسے قبر کا طواف یا اسے سجدہ کر کے اسکی بت سے مشابہت پیدا کرنا جرم ہے۔ایسے ہی فکری طور پر قبر اور بت میں لیٹی اور کھڑی مورتی کہہ کر مماثلت ثابت کرنا بھی جرم ہے۔

اگر اسلامی تعلیمات کو دیکھا جائے تو یہ امور ثابت ہیں۔

۱۔ اگر بندہ بیمار ہو جائے یا فوت ہو جائے تو اس کے پاس بیٹھے ہوئے کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ

(مسلم کتاب الجنائز بَاب مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيضِ وَالْمَيِّتِ حدیث نمبر۹۱۹)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس وقت تم میت یا مریض کے پاس ہو تو اس وقت اچھی بات کرو کیونکہ جو تم کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔

۲۔ جس بدن سے روح نکل گئی ہے اس کی بھی تعظیم ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَأَى نَاسًا رُكْبَانًا فَقَالَ أَلَا تَسْتَحْيُونَ إِنَّ مَلَائِكَةَ اللَّهِ عَلَى أَقْدَامِهِمْ وَأَنْتُمْ عَلَى ظُهُورِ الدَّوَابِّ

(سنن الترمذی کتاب الجنائز بَاب مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الرُّكُوبِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ (مشکوٰۃ صفحہ۱۴۶)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں نکلے تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو جنازہ کیساتھ سواریوں پہ دیکھا تو

فرمایا تمہیں حیا نہیں آئی فرشتے قدموں پر چل رہے ہیں اور تم سواریوں پہ بیٹھے ہو۔

۳۔ چارپائی پر میت آواز دیتی ہے اگر نیک ہو تو کہتی ہے مجھے جلدی لے چلو

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَتْ الْجِنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي

(بخاری کتاب الجنائز بَاب كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے تو لوگ اس کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں پھر اگر وہ میت نیک ہو تو وہ کہتی ہے کہ مجھے جلدی لے چلو مجھے جلدی لے چلو

۴۔ قبر کی مٹی مومن کے خمیر میں شامل کی جاتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا وَ قَدْ ذُرَّ عَلَيْهِ مِنْ تُرَابِ حُفْرَتِهٖ

(مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر۶۵۳۲)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے خمیر میں اسکی قبر کی مٹی شامل کی جاتی ہے۔

۵۔ ہر جمعہ کو والدین کی قبر پر حاضری سے بندے کی مغفرت ہوتی ہے۔

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهٗ وَ كُتِبَ بَارًّا

(کنز العمال جلد۱۶ حدیث نمبر ۴۵۴۸۷)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہر جمعہ اپنے والدین کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کی اس کو بخش دیا جاتا ہے اور اس کو والدین کا فرمانبردار لکھا جاتا ہے

۶۔ بندہ مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے باغ ہوتی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ

(ترمذی کِتَاب صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حدیث نمبر۲۴۶۰)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

۷۔ مومن کی قبر پر قدم رکھنا چنگاری جو بدن کو جلا دے اس پر قدم رکھنے سے انسان کیلئے زیادہ نقصان دہ ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنْ يَجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرٍ

(مسلمَ کتاب الجنائز بَاب النَّهْيِ عَنْ الْجُلُوسِ عَلَى الْقَبْرِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ حدیث نمبر۹۷۱)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک چنگاری پر بیٹھے تو چنگاری اس کے کپڑوں کو جلا دے پھر اس کی جلد تک پہنچے تو یہ اس کے قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے

۸۔ قبر میں مدفون مومن قدموں کی آہٹ بھی سنتا ہے۔

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتُوُلِّيَ وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ

(بخاری کتاب الجنائز بَاب الْمَيِّتُ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ حدیث نمبر۱۳۳۸)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندے کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے اصحاب واپس پلٹتے ہیں تو یہ ان کے جوتوں کی آواز بھی سن لیتا ہے۔

۹۔ حدیث تلقین کے مطابق قبر میں مدفون کو یا حرف ندا سے آواز دی جائے تو وہ سنتا ہے تلقین کے الفاظ قبر میں بولنا شروع ہو جاتا ہے۔

إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِّنْ إِخْوَانِكُمْ فَسَوَّيْتُمْ عَلَيْهِ التُّرَابَ فَلْيَقُمْ رَجُلٌ مِّنْكُمْ عِنْدَ رَأْسِهِ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَةَ فَإِنَّهُ يَسْمَعُ وَلٰكِنَّهُ لَا يُجِيبُ، ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَةَ فَإِنَّهُ يَسْتَوِيْ جَالِسًا، ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَةَ فَإِنَّهُ يَقُوْلُ أَرْشِدْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ ثُمَّ لِيَقُلْ

(کتاب الروح لابن قیم ص۲۲ دار الفکر بیروت المعجم الکبیر للطبرانی ج۸ ص۲۵۰ دار الاحیاء والتراث العربی)

رسول اللہ ﷺ سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے اور تم اس پر مٹی ڈال دو پھر تم میں سے ایک اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہو جائے پھر یہ کہے: اے فلاں! فلاں عورت کے بیٹے (مدفون کا نام اس کی والدہ کے نام کے ساتھ پکارے) اس پر وہ قبر مدفون آدمی سنے گا۔

لیکن جواب نہیں دے گا قبر کے سرہانے کھڑا آدمی پھر کہے اے فلاں! فلاں عورت کے بیٹے پس وہ بیٹھ جائے گا، قبر کے سرہانے کھڑا آدمی پھر کہے اے فلاں! فلاں عورت کے بیٹے قبر میں مدفون آدمی بولے گا خدا تجھ پر رحم کرے میری رہنمائی کرو وہ یہ گفتگو کر رہا ہوگا لیکن تم سن نہیں پاؤ گے، قبر کے سرہانے کھڑا بندہ کہے

اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا

عَبْدُہ، وَرَسُوْلُہ، وَاَنَّکَ رَضِیْتَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِالْقُرْآنِ اِمَامًا

(کتاب الروح لابن قیم ص ۲۲ دارالفکر بیروت المعجم الکبیر للطبرانی ج ۸ ص ۲۵۰ دارالاحیاء والتراث العربی)

یاد کرو اس عقیدہ کو جس پر تم دنیا سے گئے ہو یعنی اس بات کی شہادت کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اسے یاد کرو تم نے اللہ تعالیٰ کو رب مانا۔ اسلام کو دین مانا حضرت محمد ﷺ کو نبی مانا اور قرآن مجید کو امام مانا۔

فَاِنَّہ، اِذَا فَعَلَ ذٰلِکَ اَخَذَ مُنْکَرٌ وَنَکِیْرٌ اَحَدُھُمَا بِیَدِ صَاحِبِہٖ ثُمَّ یَقُوْلُ لَہ، اُخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدَ ھٰذَامَا نَصْنَعُ بِہٖ قَدْ لُقِّنَ حُجَّتُہ، فَیَکُوْنُ اللّٰہُ حَجِیْجَہ، دُوْنَھُمَافَقَالَ لَہ، رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنْ لَّمْ اَعْرِفْ اُمَّہ، ؟ قَالَ اُنْسُبْہُ، اِلٰی حَوَّآءَ .

اس کے ساتھ ہی منکر نکیر میں سے ہر ایک پیچھے ہٹتے ہوئے کہتا ہے چلو اب ہمارا اس کے پاس بیٹھنے کا کیا مطلب ہے اسے تو جواب کی تلقین کر دی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ منکر نکیر کو اس فوت شدہ انسان کی طرف سے جواب دیتے ہیں۔

اس صحابی نے کہا یارسول اللہ ﷺ اگر فوت شدہ آدمی کی والدہ کے نام کا پتہ نہ ہو تو پھر اسے کس کا بیٹا کہہ کر پکاریں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر اسے حضرت حوا علیھا السلام کا بیٹا کہہ کر پکارو۔

ابن قیم جوزی متوفی ۷۵۱ھ نے کہا ہے کہ امت مسلمہ کے تمام شہروں اور تمام صدیوں میں بغیر انکار کے مسلمانوں کا تلقین کے عمل پر کاربند رہنا اس حدیث پر عمل کرنے کیلئے کافی ہے

ابن قیم نے کہا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے میت کو تلقین کرنے کے بارے میں پوچھا گیا انہوں نے اسے مستحسن عمل کہا اور لوگوں کے تعامل کو دلیل بنایا۔

۱۰۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدہ کے مطابق تدفین کے بعد قبر کے گرد کھڑے رہنا چاہیے اور پڑھتے رہنا چاہیے اس سے قبر والا قبر سے مانوس ہو جاتا ہے اور منکر نکیر کے جواب میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔

فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِی فَشُنُّوا عَلَیَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِیْمُوا حَوْلَ قَبْرِی قَدْرَ مَا تُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَیُقْسَمُ لَحْمُھَا حَتّٰی اَسْتَاْنِسَ بِکُمْ وَ اَعْلَمَ مَا ذَا اُرَاجِعُ بِہٖ رُسُلَ رَبِّیْ

(مسلم کتاب الایمان بَاب کَوْنِ الْاِسْلَامِ یَھْدِمُ مَا قَبْلَہٗ وَکَذَا الْھِجْرَۃِ وَالْحَجِّ حدیث نمبر ۱۲۱)

ان تمام احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ بت اور فوت شدہ انسان میں زمین و آسمان کا فرق ہے ایسے ہی بت میں اور قبر میں واضح فرق ہے۔ بت کیساتھ زندگی کا تعلق تینوں زمانوں میں سے کسی زمانہ میں نہیں ہے۔ جبکہ فوت شدہ مومن ایسا نہیں ہے۔ بت کو یا سے ندا جائز نہیں جبکہ بندہ مومن کو جائز ہے۔ بتوں کو قرآن مجید میں کہا گیا۔

اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ

(سورۃ نحل آیت ۲۱)

مُردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں

لیکن قرآن مجید کی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے مومن تو یہ شان بھی پالیتا ہے۔

''احیاء غیر اموات'' زندہ ہیں مردے نہیں ہیں۔

اگر کوئی اولیاء کے مزارات پر حاضری سے اس لیے بیزار ہے کہ وہاں جانے سے ہندو طعنہ دیں گے اور اسے صنم پرستی کہیں گے۔تو بت پرست تو حجر اسود کے بوسے کو بھی صنم پرستی سے ملاتا ہے وہ تو کسی مومن کا جنازہ پڑھنے والوں کو طعنہ دے سکتا ہے کہ ہم کھڑی مورتی کو پوجتے ہیں تم لیٹی ہوئی مورتی کو پوج رہے ہو یہ تو مومن کو پتہ ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے جیسے کسی ہندو کے طعنے پہ ہم حجر اسود کے بوسے اور نماز جنازہ کو ترک نہیں کر سکتے ایسے ہی ہندوانہ سوچ کے سامنے شکست کھا کے ہم مزارات پر شرعی حاضری کو بھی ترک نہیں کر سکتے بلکہ ہم ہندو پر واضح کریں تیرا بت اور اسکا پجاری اور ہے مزاراتِ اولیاء اور انکے زائرین کا معاملہ اور ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے ایک سوال کیا گیا جو کہ فتاویٰ عزیزی میں موجود ہے۔اس میں ایک بت پرست اور ایک عالم دین کا مکالمہ ہے۔میں من و عن وہ مکالمہ جو فتاویٰ عزیزی میں ہے ذکر کر دیتا ہوں۔

بت پرستے مدد از میخواست عالمی منع کرد کہ شرک مکن بت پرست گفت کہ اگر شریك خدا دانستہ پرستش کنم البتہ شرك است و اگر مخلوق فہمیدہ پرستش نمایم چگونہ شرك باشد.

ایک بت پرست نے بت سے مدد مانگی ایک عالم نے کہا شرک نہ کر۔بت پرست نے کہا اگر میں بت کو خدا کا شریک سمجھ کر پوجوں پھر تو یقیناً شرک ہے اور اگر میں بت کو مخلوق سمجھ کے اس کی پوجا کروں تو پھر کیسے شرک ہے ؟

عالم گفت کہ در کلام مجید متواتر آمدہ کہ از غیر

خدا مدد مجوئید

عالم نے کہا قرآن مجید میں متواتر آیا ہے کہ غیر اللہ سے مدد مت مانگو۔

بت پرست گفت کہ بنی نوع انسان از یك دیگر چرا سوال مینماید

بت پرست نے کہا۔بنی نوع انسان پھر ایک دوسرے سے مدد کیوں مانگتے ہیں؟

عالم گفت کہ بنی نوع زندہ اند از ایشاں سوال منع نیست و بتاں تو مثل کنہیا و کالکا وغیرہ مردہ اند قدرت بر ہیچ چیز ندارند

عالم نے کہا بنی نوع انسان زندہ ہیں ان سے سوال منع نہیں ہے اور کنہیا اور کالکا کی طرح کے تیرے بت مردہ ہیں کچھ کر نہیں سکتے۔

بت پرست گفت کہ شما از اہل قبور مدد و شفاعت میطلبید باید کہ بر شما ہم شرك عائد شود

بت پرست نے کہا:۔تم اہل قبور سے مدد اور شفاعت کے طلبگار ہوتے ہو تم پر بھی شرک کا فتویٰ لگنا چاہیے۔

القصہ ہر چہ مقصد و مراد شما از اہل قبور است ہمان قسم مقصود من ہم از صورت کنہیا و کالکا است بحسب ظاہر نہ قوت اہل قبور دارد نہ بت و اگر میگوئی کہ بقوت باطن اہل قبور کشائش حالات مینمایند بسا جا از بتاں ہم روائی حاجات میشود

خلاصہ یہ ہے بُت پرست نے کہا جو کچھ تمہارا اہل قبور سے مقصد ہے وہی ہمارا
کنہیا اور کالکا کی مورتی سے ہے ظاہری طور پر نہ اہل قبور کی کوئی طاقت ہے اور نہ ہی
بت کی اور اگر تم یہ کہو کہ اہل قبور باطنی قوت سے مدد کرتے ہیں تو کئی مقامات پر بتوں
سے بھی حاجت روائی ہوتی ہے۔

واگر میگوید کہ بایشاں میگویم کہ از خدا برائے ما
شفاعت بخواہید من ہم از بتاں ہمیں استدعا دارم پس
ہر گاہ کہ جواز استمداد از اہل قبور ثابت شد بعض
مسلمین ضعیف الاعتقاد از پرستش سیتلا و مسانی وغیرہ
چگونہ باز خواہند آمد۔

اگر تم یہ کہو کہ تم اہل قبور سے یہ درخواست کرتے ہو کہ وہ خدا سے ہمارے لیے سفار
ش کریں تو ہم بھی بتوں سے یہی کہتے ہیں اگر اہل قبور سے مدد مانگنے کا جواز ثابت ہے
تو پھر ضعیف الاعتقاد مسلمان سیتلا اور مسانی کی پوجا سے کیسے باز رہیں گے؟

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے اس کا تفصیلی جواب ذکر کیا
میں اس کا خلاصہ ذکر کر دیتا ہوں۔ آپ نے کہا سوال میں بت پرست نے اپنی گفتگو
میں چند مقامات پر دھاندلی کی ہے ان مقامات کی وضاحت سے جواب خود بخود واضح
ہو جائے گا۔

نمبر1۔ آنکہ مدد خواستن چیز دیگر ست و پرستش چیز
دیگر ست

مدد مانگنا اور چیز ہے اور عبادت کرنا اور چیز ہے۔

نمبر2:۔ آنکہ مدد خواستن دو طور میباشد

مدد مانگنے کے دو طریقے ہیں

مدد خواستن مخلوق از مخلوقے مثل آنکہ از امیر و بادشاہ
نوکر و گدا در مہمات خود مدد میجویند و عوام الناس از
اولیاء دعا میخواہند کہ از جناب الہی فلاں مطلب ما را در
خواست نمائید این نوع مدد خواستن در شرع از زندہ و
مردہ جائز است

ایک قسم ہے مخلوق کا مخلوق سے مدد مانگنا جیسا کہ نوکر اور گدا اپنی کسی مشکل میں امیر
اور بادشاہ سے مدد مانگتا ہے اور عوام الناس اولیاء سے دعا کرتے ہیں کہ جناب الٰہی
سے میرا فلاں مطلب پورا کروا دو۔ شریعت کی روشنی میں اس طرح کی مدد مانگنا زندہ
اور فوت شدہ ہر دو سے جائز ہے۔

دوم آنکہ بالاستقلال چیزیکہ خصوصیت بجناب الہی دارد
مثل دادن فرزند یا بارش باران یا دفع امراض یا طول عمر و
مانند این چیز ہایے آنکہ دعا و سوال از جناب الہی در نیت
منظور باشد از مخلوقے درخواست نمایند این نوع حرام
مطلق بلکہ کفر است

دوسری قسم یہ ہے وہ چیز جو اللہ تعالی کیساتھ خاص ہے مخلوق سے نہیں ملتی بیٹا دینا،
بارش نازل کرنا، بیماریاں دور کرنا عمر میں اضافہ کرنا یا اس طرح کی اور چیزوں کو کسی
سے اسے مستقل سمجھ کے یوں مانگنا کہ یہ اپنی طرف سے دے گا نیت میں یہ نہ ہو کہ

جناب الٰہی سے دعا یا سوال کرے گا ایسی مدد کسی سے مانگنا حرام مطلق ہے بلکہ کفر ہے۔

و اگر از مسلمانان کسے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشد یا مردہ این نوع مدد خواهد از دائرہ مسلمانان خارج میشود بخلاف بت پرستان کہ همیں نوع مدد را از معبودان باطل خود میخواهند و آنرا جائز میشمارند

اگر مسلمانوں میں سے کوئی اپنے مذہب کے اولیاء سے خواہ وہ زندہ ہوں یا فوت شدہ اسی طرح کی مدد چاہتا ہے دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے (یعنی مسلمان اولیاء سے ایسی مدد انہیں مستقل بالذات سمجھ کے نہیں مانگتے بلکہ مظہر عون الٰہی سمجھ کے مانگتے ہیں جو کہ جائز ہے) برخلاف بت پرستوں کہ وہ اپنے بتوں کو مستقل بالذات سمجھ کر یہی مدد ان سے مانگتے ہیں اور اسے جائز سمجھتے ہیں۔

آنچہ بت پرست گفت کہ من هم از بتان خود شفاعت میخواهم چنانچہ شما هم از پیغمبران و اولیاء شفاعت میخواهند پس دریں کلام هم و غل و تلبیس است زیرا کہ بت پرستان هرگز شفاعت نمیخواهند بلکہ معنی شفاعت را نمیدانند و نہ در دل خود تصور میکنند

''وہ جو بت پرست نے کہا ہم بھی اپنے بتوں سے شفاعت چاہتے ہیں جیسا کہ تم بھی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء سے شفاعت چاہتے ہو اس کلام میں بھی بڑا دھوکا اور فریب ہے۔ کیونکہ بت پرست بتوں سے ہرگز شفاعت نہیں چاہتے بلکہ انہیں شفاعت کا معنی ہی نہیں آتا اور نہ ہی بتوں سے مدد مانگتے وقت وہ شفاعت کے معنی کا تصور کرتے ہیں۔

معنی شفاعت سفارش است و سفارش آنست کہ کسے مطلب کسے را از غیر خود بعرض و معروض او اسازد و بت پرستان دو وقت درخواست مطالب خود از بتان نمیفهمند و نمیگویند کہ سفارش ما بحضور پروردگار جل و علا نمائید و مطالب ما را از جناب او تعالی بر آرید بلکہ از بتان خود درخواست مطلب خود میکنند

شفاعت کا معنی سفارش ہے اور سفارش یہ ہوتی ہے کہ کوئی کسی کا مطلب اپنے علاوہ کسی سے عرض معروض سے پورا کروائے بت پرست بتوں سے اپنی حاجات مانگتے وقت نہ ہی یہ دل میں رکھتے ہیں اور نہ ہی بتوں سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری سفارش کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے ہماری حاجات پوری کروائیے بلکہ بت پرست اپنے بتوں ہی سے اپنی حاجتیں مانگتے ہیں''۔

آنچہ گفتہ است کہ هرچہ مقصد شما از اهل قبور است همان قسم مقصود من هم از صورت کنهیا و کالکا است نیز خطا در خطا است زیرا کہ ارواح را تعلق بہ بدن خود کہ در قبر مدفون ست البتہ میباشد زیرا کہ مدت دراز دریں بدن بودہ اند

بت پرست نے جو یہ کہا ہے کہ جو تمہارا اہل قبور سے مقصد ہے وہی ہمارا کنہیا اور کالکا کی مورتی سے ہے نیز خطا در خطا ہے کیونکہ ارواح کا تعلق اپنے بدن کیساتھ جو قبر میں مدفون ہے یقینی طور پر ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک طویل وقت انہیں ابدان میں رہی ہیں

بتوں کی کوئی روح ہے نہ ہی اس مورتی کیساتھ روح کا کوئی تعلق ہے۔

و آنچه مرقوم شده پس هر گاه که جواز استمداد از اهل قبور ثابت شد بعض مسلمین ضعیف الاعتقاد از پرستش سیتلا و مسانی وغیره چگونه باز خواهند آمد پس فرق درمیان استمداد از اهل قبور و پرانش سیتلا و مسانی بچند وجه است

وہ جو لکھا گیا ہے جب اہل قبور سے مدد طلب کرنا جائز ہے تو بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان ''سیتلا و مسانی'' وغیرہ کی پوجا سے کیسے باز رہ سکیں گے تو یاد رکھیں اہل قبور سے مدد مانگنے اور سیتلا اور مسانی کی پوجا میں کئی وجوہ سے فرق ہے۔

(1) آنکه اهل قبور معلوم اند که صلحا و بزرگان بوده اند و سیتلا و مسانی موهوم محض از وجود آنها معلوم نیست بلکه ظاهرا خیال بندی این مردم است

اہل قبور کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ صلحاء اور بزرگان دین تھے اور سیتلا اور مسانی محض وہمی ہیں ان کا وجود معلوم نہیں ہے بلکہ ظاہر یہ لوگوں کا ایک خیال ہے۔

(2) آنکه سیتلا و مسانی بر تقدیر وجود آنها از قبیل ارواح خبیثه شیاطین اند که کمر بر ایذای خلق بسته اند اینها را بارواح طیبه انبیاء و اولیاء چه مناسبت

اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ سیتلا اور مسانی کا بھی وجود ہے تو ان کا تعلق شیاطین کی خبیث ارواح سے ہے جو مخلوق کی اذیت پر کمربستہ ہیں ان خبیث ارواح کی انبیاء و اولیاء کی پاکیزہ ارواح سے کیا مناسبت ہوسکتی ہے۔

(3) آنکه استمداد از اهل قبور بطریق دعا است که از جناب الهی عرض کرده مطلب مابر آرند و پرستش این

چیزها بنا بر اعتقاد استقلال و قدرت ست که کفر محض است

اہل قبور سے مدد مانگنا دعا کے طریقے سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کر کے ہماری حاجت پوری کروائیں گے جبکہ کالکا اور سیتلا وغیرہ بتوں کی پرستش اس لیے کی جاتی ہے وہ مستقل بالذات ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محتاج نہیں بتوں کے بارے میں بت پرستوں کا یہ رویہ کفر محض ہے۔

منصف مزاج کیلئے اس موضوع پر یہ فرمان رسول ﷺ کافی ہے۔

وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِیْ

(بخاری کتاب الجنائز بَاب الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ حدیث نمبر ۳۰۸۵)

(مسلم کتاب الفضائل بَاب إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهِ حدیث نمبر ۴۲۹۶)

''خدا کی قسم مجھے میرے بعد تمہارے مشرک ہونے کا خطرہ نہیں ہے''۔

اس حدیث شریف میں کونسے شرک کی بات ہے؟ دوسرے مقام پر جہاں اسے معین کر دیا گیا ہے کہ یہ جس کا خطرہ نہیں شرک جلی ہے خفی نہیں ہے وہاں یہ بھی واضح کر دیا گیا بات صرف صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نہیں بلکہ پوری امت کی ہے ملاحظہ ہو۔

حضرت عبادہ بن نسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

دَخَلْتُ عَلٰى شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ مُصَلَّاهُ وَهُوَ يَبْكِیْ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ مَا الَّذِیْ أَبْكَاكَ ؟

میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی جائے نماز میں داخل ہوا تو وہ رو رہے تھے میں نے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن رونے کی وجہ کیا ہے؟

حَدِيْثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَمَا هُوَ ؟

تو حضرت شداد رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ سے میں نے ایک حدیث سنی تھی

اس کی وجہ سے رو رہا ہوں میں نے کہا وہ کونسی حدیث ہے؟

قَالَ بَيْنَمَا اَنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم إِذْ رَأَيْتُ بِوَجْهِهٖ أَمْرًا سَاءَنِيْ ، فَقُلْتُ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الَّذِيْ أَرٰى بِوَجْهِكَ ؟

انہوں نے کہا اس دوران کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ایسی کیفیت ملاحظہ کی جس سے میں غمگین ہوا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں آپ کے چہرہ مبارک میں کیسی کیفیت دیکھ رہا ہوں۔

قَالَ أَمْرٌ أَتَخَوَّفُهٗ عَلٰى أُمَّتِيْ مِنْ بَعْدِيْ قُلْتُ وَمَا هُوَ ؟ قَالَ : الشِّرْكُ وَشَهْوَةٌ خَفِيَّةٌ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک امر کی وجہ سے میں رنجیدہ ہوں جس کا مجھے میرے بعد اپنی امت پہ خطرہ ہے۔ میں نے کہا وہ کونسا امر ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شرک اور شہوت خفیفہ ہے۔

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُشْرِكُ أُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ ؟ قَالَ يَا شَدَّادُ أَمَا إِنَّهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا وَثَنًا وَلَا حَجَرًا وَلٰكِنْ يُرَاءُوْنَ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرِّيَاءُ شِرْكٌ هُوَ ؟ قَالَ نَعَمْ

حضرت شداد کہتے ہیں میں نے کہا کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار میری امت کے لوگ نہ سورج کی عبادت کریں گے نہ چاند کی نہ کسی بت کی عبادت کریں گے اور نہ ہی کسی پتھر کی لیکن اپنے اعمال کیوجہ سے لوگوں کیلئے ریاکاری کریں گے میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ریا شرک ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں ریا شرک ہے

قُلْتُ فَمَا الشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ ؟ قَالَ يُصْبِحُ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَهٗ

شَهْوَةٌ مِّنْ شَهَوَاتِ الدُّنْيَا فَيُفْطِرُ

میں نے کہا شہوت خفیفہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں س کوئی صبح کے وقت روزے کی حالت میں ہوگا اسے دنیا کی شہوتوں میں سے کوئی شہوت عارض ہو جائے گی تو وہ روزہ توڑ دے گا۔ (مستدرک للحاکم جلد نمبر ۵، صفحہ ۴۷۰ کتاب الرقاق، حدیث نمبر ۸۰۱۰)

امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے۔

اس کے متعدد شواھد موجود ہیں کتب حدیث وتفسیر میں اس کو متعدد اسناد سے ذکر کیا گیا ہے اس کے تقریباً 30 سے زائد مستند مآخذ ہیں۔

نہائیت غور وخوض سے ہر منصف مزاج انسان اس نتیجہ کو حاصل کر سکتا ہے کہ اس امت کا وبال جس میں امت ڈوب جائے اور وہ امت میں رچ بس جائے وہ ہرگز شرک جلی نہیں ہے بلکہ شرک خفی یعنی ریاکاری ہے، ہوس زر ہے، دنیا کی رغبت وغیرہ ہے۔ مگر شرک خفی یا شرک اصغر کے امت میں وجود سے امت کا اصل عقیدہ توحید برقرار رہے گا نہ تو شرک خفی سے بندہ مرتد ہوتا ہے، نہ بیوی سے اس کا نکاح ٹوٹتا ہے اور نہ ہی عرف عام میں اسے مشرک کہا جا سکتا ہے۔

ستم یہ ہوا شاید کچھ لوگوں کی یہ سیاسی مجبوری تھی کہ مخالفین کے قتل کا کوئی شرعی جواز تلاش کیا جائے جرم شرک سے بڑا کوئی جرم یہ جواز فراہم نہیں کر سکتا تھا۔

اس سے انکے دو فوائد پیش نظر تھے ایک تو مخالفین کے قتل کی سند مل جائے گی اور دوسرا اپنے آپ کو عقیدہ توحید کی معاذ اللہ ضرورت ثابت کرنے کا موقع مل جائے۔ کہ جب امت میں شرک چھا گیا ہے تو پھر خاتمے کیلئے ہماری خدمات کی ضرورت ہے۔ چنانچہ امت مسلمہ پر فتوئ شرک جڑ دیا گیا ہے۔ چونکہ فتوی شرک کیلئے امت میں شرک جلی کا مواد موجود نہیں تھا تو نظریہ ضرورت کے پیش نظر شرک خفی واصغر (ریا وغیرہ) جس کا امت میں وجود تھا اسے ہی شرک جلی کہہ دیا گیا۔ شرک خفی کو شرک

جلی کہنا۔ یہ معمولی جرم نہیں تھا مگر خیال کیا جا رہا تھا کون اسباب کی چھان بین کرے گا؟ اور آہستہ آہستہ صرف یہ ہی نہیں کہ ہمیں دنیا مجرم نہیں سمجھے گی بلکہ محسن سمجھنا بھی شروع ہو جائے گی۔

چنانچہ بڑی آسانی سے شرک خفی ہی کو شرک جلی کہہ دیا گیا اس کا ثبوت یہ ہے۔ یہ نظریہ جب ''تقویۃ الایمان'' کی شکل میں برصغیر میں لانچ کیا گیا۔ اندرون خانہ شرک خفی کے جرم پر شرک جلی کی ایف آئی ار کٹوانے کی اس دھاندلی کا اعتراف کر لیا گیا چنانچہ ایک مکتبہ فکر کے معروف عالم اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب ''ارواح ثلاثہ'' (طبع دارالاشاعت کراچی) جس کے بارے میں کہا ہے کہ اس میں نہایت مستند حالات ہیں کے صفحہ ۷۳، ۷۴ میں کتاب تقویۃ الایمان کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا۔

مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اول عربی میں لکھی تھی۔ اسکے بعد مولانا نے اسکو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید صاحب مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب، مولوی فرید الدین صاحب مرادآبادی، مومن خاں، عبداللہ خان علوی بھی تھے اور اُن کے سامنے تقویت الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اسمیں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے جلی لکھ دیا گیا ہے ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اسکی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی۔ گو اس سے شورش ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائینگے۔

یہ بات غیر مقلد عالم وحید الزمان نے ''ھدیۃ المھدی'' (مطبوعہ میو پریس دہلی) کے صفحہ نمبر ۲۶ پہ یوں لکھی۔

''متاخرین میں سے ہمارے بعض بھائیوں نے شرک کے معاملہ میں تشدد کیا ہے اور

اسلام کا دائرہ تنگ کر دیا ہے''۔

انہوں نے بڑی تفصیل سے لکھا۔

''جو امور مکروہ تھے یا شرک اصغر تھے انہیں بھی شرک اکبر قرار دے دیا گیا ہے یہ دین میں غلو ہے''۔

غلو کسی طبقہ میں بھی ہو اسکی حمایت نہیں کی جانی چاہیے۔ اگر کہیں جُہّال مزارات پر حاضری میں غُلُو کریں غیر شرعی حرکات کا ارتکاب کریں انہیں روکنا اور انکی اصلاح ضروری ہے ایسے ہی ندائے یا رسول اللہ ﷺ توسل اور استمداد اہل قبور اور مزارات کی حاضری پر شرک کے تیر برسانا بھی ظلم ہے۔

یہ امور تو قرآن وسنت سے ثابت بھی ہیں اور امت کا قرون اولی سے لیکر آج تک کے مسلمانوں کا معمول بھی ہے مگر اگر کوئی حرام کا بھی ارتکاب کرے تو اس کا مواخذہ حرام کے مرتکب کے لحاظ سے ہونا چاہیے نہ کہ مرتد کے لحاظ سے اگر جرم سے بڑی سزا دیں گے ایک تو خود ظالم قرار پائیں دوسرا جس طبقہ میں وہ جرم ہے انہیں فکری طور پر متاثر نہیں کر سکیں گے شراب نوشی پر شرک کا فتوی لگانا ظلم اور غلو بھی ہو گا شراب نوشی کے خاتمہ کیلئے مفید بھی نہیں ہو گا۔

آج کے کچھ نام نہاد مصلحین کا طریق اصلاح کچھ یوں ہی ہے کہ حرام پر شرک کی سزا سنا رہے ہیں۔

ایک مکتبہ فکر کے مفتی رشید احمد نے شرح بخاری میں تحقیق شرک کے عنوان کے تحت لکھا ہے۔

''حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی فرماتے ہیں کہ جب ہم جمعیۃ العلماء کی طرف سے مکہ معظمہ گئے تو سلطان ابن سعود سے بات ہوئی۔ میں نے کہا کہ آپ نے اہلِ طائف کو مباح الدم کیوں قرار دیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ قبروں کو ایسے سجدہ کرتے ہیں جیسے صنم کو کیا جاتا ہے لہٰذا کافر اور مباح الدم ہیں۔

میں نے کہا کہ جب آپ کے ہاں ہر سجدہ عبادت ہے، تو ہر ساجد عابد ہوگا اور ہر مسجود معبود ہوگا تو کیا کسی زمانہ میں ایک منٹ کے لئے بھی غیر اللہ کی عبادت جائز رکھی گئی ہے؟ جواب دیا کہ نہیں۔

میں نے کہا قرآن مجید میں ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِيْسَ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین اور بھائیوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔ (خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا) معلوم ہوا کہ یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ خصوصاً جبکہ اس سے قبل حضرت یوسف علیہ السلام زندان میں اپنے ساتھیوں کو توحید کی تبلیغ فرما چکے تھے، پھر بعد میں سجدہ بھی ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ سجدہ تعبدی نہ تھا۔

اس پر سلطان خاموش ہو گئے اور کہا کہ میں عالم نہیں ہوں۔ نہ آپ کی تصدیق کرتا ہوں نہ تکذیب، اس بارے میں ہمارے علماء سے گفتگو کیجئے علماء کا جو فیصلہ ہوگا ابن سعود کی گردن اسکے نیچے ہوگی"۔ (ارشاد القاری الی صحیح البخاری صفحہ ۱۱۴، طبع ایچ، ایم سعید کمپنی کراچی)

مگر افسوس نہ آج تک وہ فیصلہ سامنے آیا اور نہ فتویٰ شرک سے امت کو ریلیف ملا بلکہ یہ فتویٰ شرک مزید زور پکڑتا چلا گیا یہاں تک حرام سے بڑھ کر مندوب و مباح امور پر بھی لگنا شروع ہو گیا آج اس کی وجہ سے امت نہایت اضطرابی کیفیت سے دو چار ہے اتحادِ امت کے کسی بھی داعی کو اور وحدتِ امت کے کسی بھی نقیب کو اس اضطرابی کیفیت کے خاتمے کا کوئی حل ضرور نکالنا ہوگا۔

توحید باری تعالیٰ کا تقاضا ہے کہ ہم ریا اور ہوس پرستی کے خلاف جہاد کریں امریکا اور طاغوتی طاقتوں کی بجائے اللہ کا ڈر رکھیں اور لذت آشنائی سے حالات کی تلخیوں کو ختم کریں۔

☆☆☆☆☆☆